سماجی خدمات کی ضرورت، اہمیت اور مختلف صورتیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Social Services: Needs, Importance and Its different types (In the light of Islamic teachings)

☆ڈاکٹر عابدہ پروین
ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی
☆☆ڈاکٹر حافظ محمد ثانی
صدر شعبہ قرآن وسنہ / ڈائریکٹر سیرت چیئر وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی
☆☆☆سید محمد عسکری
پی ایچ ڈی ریسرچ اسکالر، شعبہ ابلاغ عامہ، جامعہ کراچی

Abstract:
The base of prosperity and development of a nation is dependent on the aspiration of social services, their work for each other. Interest, helping the low class of society i.e. widows, orphans and the helpless in the summary of civilized society.
Social services are admirable for the willing of Allah. Social services for the sack of fame have no value in the view of Islam. Islam emphases on social services altruistically. Good attitude towards people and meeting by a smiling face with them provide a base of social services. The struggle for eradication of poverty has great value in Islam. Similarly providing basic necessities to own family is also a charity. The work done for the welfare of society is of value in Quran and Sunnah. Steps taken for social development and progress are much liked by Allah .Such social services have been discussed in this article and the place and value in the perspective of Islam has been explained.

Key words: Islam, Quran, Sunnah, Social Services.

انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو اجتماعیت ہے، کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے مدنی الطبع پیدا فرمایا ہے، اس کی طبیعت اور مزاج میں اجتماعیت ودیعت رکھی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی انسان نہ ہمیشہ تنہا رہنے کو پسند کرتا ہے اور نہ ہی تنہا رہ سکتا ہے، بلکہ مل جل کر زندگی گزارتے ہوئے معاشرے کا حصہ بن جاتا ہے۔ سماج کی اچھائی، برائی، ترقی و تنزل کا دار و مدار افراد پر ہے۔

جس سماج کے افراد با کردار و باصلاحیت ہوں وہ روز افزوں ترقی کرتا ہے اور وہاں پر خوش حالی کا دور دورہ ہوتا ہے، جب کہ جس سماج کے افراد برائیوں، بد اخلاقیوں باہمی جنگ و جدال کے خوگر ہوں وہ سماج بھی روبہ زوال ہوتا ہے، اور وہاں سے چین و سکون کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے سماج کی ترقی و خوشحالی کے لیے ضروری ہے کہ افراد کی تربیت ہو چکی ہو اور ان میں خدمت اور دوسروں کے کام آنے کا جذبہ موجود ہے۔ اسلام نے انسانیت کو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک، خوش اخلاقی اور دوسروں کے دکھ درد میں کام آنے کی ترغیب دیتے ہوئے خدمت خلق پر بڑا زور دیا ہے۔ اسلامی نظام میں خدمت خلق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امیر اور سردار کو خادم قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

سید القوم فی السفر خادمھم ۔[1]

"لوگوں کا سردار سفر میں ان کا خادم ہوا کرتا ہے"۔

یعنی بڑے اور امیر کو یہ حق نہیں کہ وہ بڑے ہونے کے ناطے اپنے آپ ک مخدوم سمجھے بلکہ اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں کا خادم بن کر رہے اور ان کی کدمت کو اپنی ذمہ داری سمجھے۔ اسلامی تعلیمات اور رسول اللہ ﷺ کی تربیت کی بدولت عام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرت و کردار میں خدمت خلق اور سماجی خدمات کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے بالخصوص حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زندگیاں تو سماجی خدمات کے حوالے سے مثالی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے اجتماعی امور کی انجام دہی کے ستھ بیواؤں اور معزورین کی خدمت بنفس نفیس کیا کرتے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ بنے، تو خلافت کی ذمہ داریاں اور امور انجام دینے کے ساتھ سماجی خدمات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے، غریبوں اور بے کسوں کی خدمت میں کوئی کسر نہ رکھتے، اور ان کی ہر ممکن خدمت کرتے، ابن سعد نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی عوامی خدمت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وکان یحلب للحی أغنامھم۔ فلما بویع لہ بالخلافتہ قالت جاریہ من الحی: الآن لا تحلب لنا منائح دارنا۔ فسمعھا أُبو بکر فقال: بلی لعمری لأ حلبنھا لکم و انی لا یغیرنی مادخلت بیہ عن خلق کنت علیہ۔ فکان یحلبھم۔2

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے سے پہلے محلے کے کچھ لوگوں کی اونٹنیاں دوہتے تھے۔ جب خلیفہ بنے تو ان میں سے ایک بچی نے کہا: اب ہمارے گھر کی اونٹنیاں نہیں دوہی جائیں گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی بات سن کر فرمایا: کیوں نہیں، بخدا میں تمہارے لیے ضرور دوہوں گا، اور امید یہ ہے کہ خلافت کی وجہ سے میری عادات و اطوار میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ چنانچہ خلیفہ بننے کے بعد بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اونٹنیاں دوہا کرتے تھے"۔

اسلامی تعلیمات اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سماجی خدمت کو معاشرے کی تعمیر و ترقی میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اور پر امن و خوشحال معاشرے کا قیام سماجی خدمات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ذیل میں سماجی خدمات کی ضرورت و اہمیت اور اس کے چند نمونے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ذکر کئے جاتے ہیں:

سماج کا اطلاق مشترکہ زندگی، میل جول اور رشتوں کے ذریعے باہم منسلک لوگوں پر ہوتا ہے،[3] سماجی خدمات کے ضمن میں وہ تمام امور آتے ہیں۔ جن سے انسانیت کو فائدہ پہنچتا ہے اور انسانی ضروریات و حاجات کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔ اسلامی شریعت کی رو سے انسانیت کی خدمت، کفالت اور حسن خلق دینی فرائض میں سے ہیں، جن کی ادائیگی میں ہر شخص کو اپنی بساط کے مطابق حصہ لینا چاہیے۔

سماجی خدمات کا مقام: تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں

پریشان حال انسانوں، بیواؤں، مسکینوں اور یتیموں کی مدد کرنا، ان کی پریشانیوں کو دور کرنا، اور ان کے کام آنا نہ صرف شرعی فریضہ ہے بلکہ انسانی فطرت کا تقاضا اور اچھے سماج کا فرض ہے، جس کے دیرپا اور مثبت اثرات سے معاشرہ مستفید ہوتا رہتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے سماجی خدمات اللہ تعالیٰ کے بندوں کا حق ہے، اور جس طرح مسلمان حقوق اللہ کی ادائیگی کا پابند ہے اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی بھی لازم اور ضروری ہے، جس میں کمی جانے والی کوتاہی خطرناک اور سنگین ہے، کیونکہ خلق خدا کی مدد کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے اور ان کی خدمت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے، اس حقیقت کو رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں نہایت موثر طریقے سے بیان فرمایا ہے، جس کا حاصل یہ ہے:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی، انسان عرض کرے گا: اے میرے رب، تو سارے جہانوں کا پروردگار ہے میں میں کیسے آپ کی عیادت کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے پھر بھی تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے وہاں پاتے؟ اس کے بعد

اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تم نے نہیں کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے اللہ میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالاں کہ آپ تو رب العالمین ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تم نے اس کو کھانا نہیں کھلایا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر اس کو کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟ اس کے عبد اسی طرح پانی پلانے کا سوال ہو گا"[4]

اس روایت میں اللہ تعالیٰ نے بندے کی عیادت کو اپنی عیادت، بندے کی بھوک کو اپنی بھوک جبکہ بندے کی پیاس کو اپنی پیاس قرار دے کر انسانیت کی خدمت کا مقام واضح فرمایا ہے، کہ انسانیت کی خدمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے یعنی اس کی رضا و خوشنودی کا ذریعہ ہے۔ ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے خدمت خلق کا مقام بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"أيما مسلم كسا ثوب على عرى، كساه الله من حضر الجنته، وأيما مسلم أطعم مسلما على جوع أطعمه الله من ثمار الجنته، و أيما مسلم سقى مسلما على ظمأ سقاه الله من الرحيق المختوم" [5]

"جو بھی مسلمان کسی ضرورت مند کو لباس فراہم کرے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سبز لباس عطا فرمائیں گے، اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلا دیں گے، اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا مہر شدہ شراب پلائیں گے"۔

عصرِ حاضر میں امت مسلمہ مجموعی طور پر اس فریضے کی ادائیگی سے غافل نظر آتی ہ جس کے نتیجے میں مسلم سماج میں غربت و افلاس اور فقر و تنگدستی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے، اگر امتِ مسلمہ اس کو اپنا فریضہ سمجھ کر سنجیدہ کوششیں کرے تو کوئی وجہ نہیں ہ امت مسلمہ بہت جلد ترقی نہ کر سکے اور اپنی عظمت رفتہ کی بحالی کی طرف پیش قدمی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

سماجی خدمات کی اساس

اسلام نے جہاں سماجی خدمات کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے وہاں اس کے حدود و قیود اور اساس و بنیاد کو بھی متعین فرمایا ہے، اسلامی تعلیمات کی رو سے سماجی خدمات کی روح اور اساس رضائے الٰہی کا حصول ہے اور ایک مسلمان کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ کسی کی خدمت کرنے اور سماجی خدمات کی انجام دہی پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے نیک بندوں کے یہ اوصاف بیان فرمائے ہیں:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾.6 "اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کھلاتے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ"

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾. 7

-"جو لوگ اپنے اموال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرنے کے بعد احسان نہیں جتلاتے، نہ ہی تکلیف دیتے ہیں، ان لوگوں کے لیے ان کے رب کے پاس اجر ہے، (اور قیامت کے دن) اور نہ ان پر کوئی خوف ہو گا نہ ہی یہ غمگین ہوں گے۔"

ان ارشادات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سماجی خدمات کی انجام دہی مسلمانوں کی ذمہ داری ہے جس کو پورا کرنے پر نہ وہ کسی سے بدلے یا شکریے کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں یہ حق حاصل ہے کہ کسی پر احسان جتلائیں، بلکہ سماجی خدمات کے اجر و ثواب کی امید صرف اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے اور اس رب کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے سماجی خدمات کی توفیق بخشی۔ اگر سماجی خدمات کا مقصد شہرت اور ریاکاری ہو تو اسلام میں ایسی خدمات قابل تعریف نہیں بلکہ قابلِ مواخذہ ہیں، احسان جتلانا، نام و نمود کی خاطر کوئی عمل کرنا اسلام میں مذموم اور ناپسندیدہ ہے، اسلامی نقطہ نظر سے وہ خدمت قابلِ تعریف ہے جس میں خدمت کرنے والے کا مقصد نہ لوگوں سے داد تحسین حاصل کرنا ہو اور نہ ہی شہرت ہو، کیونکہ ایسی صورت میں اگر لوگ تعریف نہ کریں یا جس کے ساتھ احسان کیا جائے وہ شکریہ ادا نہ کرے تو خدمت کا سلسلہ جاری نہیں رکھا جا سکتا، بلکہ بہت جلد ہی وہ سلسلہ رک جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے نہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے، نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں گناہوں سے پاک فرمائیں گے بلکہ انہیں دردناک عذاب دیں گے، وہ لوگ یہ ہیں۔

"المنان بما اعطى، والمسبل ازاره، والمنفق سلعته بالحلف الكاذب" 8

کوئی چیز دے کر احسان جتلانے والا، شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے سامان کی ترویج کرے"

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ابن عمر بن جدعان کے متعلق پوچھا کہ اس کا انجام کیسا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا کرتا تھا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: وہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کیا کرتا تھا، پڑوسیوں کا خیال رکھتا تھا، مہمان نوازی کرتا تھا، سچ بولتا تھا، عدہ کی پاسداری کیا کرتا تھا، صلہ رحمی، غلاموں کو آزاد کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا اور امانت ادا کرنا اس کا شیوہ تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا اس نے کبھی یہ کہا تھا کہ یا اللہ میں دوزخ کی آگ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ دوزخ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے لیے اللہ عالیٰ کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے۔

اس روایت سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ایمان اور صحیح نیت کے بگیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے، خواہ وہ کتنی ہی بڑی خدمت کیوں نہ ہو، لہٰذا سماجی خدمات کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور خلق خدا کو راحت رسانی ہو، دینوی شہرت یا نام ونمود نہ ہو۔

سماجی خدمات کی مختلف صورتیں

سماجی خدمات ایک جامع اور وسیع المفہوم لفظ ہے، جس کے تحت بہت سے شعبے اور امور آتے ہیں، جن پر عمل درآمد سماجی خدمات کی انجام دہی کا باعث ہوتا ہے، ان میں ہر شعبہ اور ہر امر اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سماجی خدمات کے تمام شعبوں اور صورتوں کا احاطہ ایک آرٹیکل میں نہیں کیا جاسکتا، تاہم ذیل میں اس کی چند اہم صورتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو تفصیلی کام کے لیے بنیاد فراہم کرسکتے ہیں۔

حسن خلق اور صدقہ

سماجی خدمات کا نقطہ آغاز حسن خلق ہے کیوں کہ جو شخص اس صفت سے متصف نہ ہو وہ کبھی بھی سماج کے لیے کارآمد اور مفید فرد نہیں بن سکتا۔ تعلیمات نبوی میں حسن خلق پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

"انما بعثت علی تمام محاسن الاخلاق" [10]

"مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں"

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حسن اخلاق کو کمالِ ایمان کی علامت قرار دے کر اس کی اہمیت واضح فرمائی ہے،

"اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا" [11]

"مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں"

لہٰذا حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کے کام آنے اور انہیں اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ مثالی، ترقی یافتہ اور پر امن معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے۔

سماجی خدمات اور خدمت خلق کی ایک جامع تعبیر صدقہ ہے، جس کے مفہوم میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"اپنے بھائی سے مسکرا کر بات کرنا صدقہ ہے نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے، اندھے کو صحیح راستہ دکھانا صدقہ ہے، راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی وغیرہ تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے، اپنے برتن سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالنا صدقہ ہے"[12]

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

"تصدقي يا عائشته ولو بتمره، فانها تسدمن الجائع، و تطفئ كما يطفئ الماء النار"[13]

-"اے عائشہ! صدقہ دیتی رہو اگرچہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ بھوک مٹاتا ہے اور گناہ کو اس طرح مٹاتا ہے جیسا پانی آگ کو بجھا دیتا ہے"

مذکورہ روایات اور دلائل سے حسن خلق اور صدقہ کی اہمیت اور مقام کا اندازہ ہو جاتا ہے جو کہ سماجی خدمات کی اولین سیڑھیاں ہیں، لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہر کسی سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں، کسی کے ساتھ بد اخلاقی اور بد تمیزی نہ کریں اور نہ استطاعت کے مطابق صدقہ کا اہتمام کریں۔

دوسروں کو تکلیف نہ پہنچانا

غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سماجی خدمات کی بنیادی اکائی یہ ہے کہ بندہ کسی کی تکلیف کا باعث نہ بنے، کوئی ایسا قول و فعل سرزد نہ ہو جس سے کسی کو ادنیٰ تکلیف ہو، یہ سماجی خدمات کا سلبی پہلو ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں جو بگاڑ فساد ہے اس کی بنیادی وجہ ایزار سانی ہے، کوئی شخص دوسرے کی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے جس کے نتیجے میں فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اور معاشرہ امن و سکون کے بجائے بدامنی و انتشار کا منظر پیش کر رہا

ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی علامت یہ بتائی ہے کہ اس کے کسی قول و فعل سے دوسروں کو تکلیف نہیں ہوگی، بلکہ وہ دوسروں کے لیے راحت رسانی اور سکون کا باعث بنے گا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"المسلم من سلم الناس من لسانه ويده، والمؤمن من آمنه الناس على دمائهم واموالهم" [14]

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان امن میں رہیں اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کی جانیں اور اموال محفوظ ہوں"

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمان اور مومن ہونے کے بنیادی معیارات بیان فرمائے کہ مسلمان کہلانے کا حقدار وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے قول و فعل سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور مومن کہلانے کا حقدار وہ شخص ہے جس کی دست درازی اور زبان درازی سے لوگوں کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ ہو۔ ایک حدیث میں دوسروں کو راحت پہنچانے اور انہیں تکلیف سے بچانے کے عمل کو صدقہ قرار دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"ويعين الرجل على دابته فيحمل عليها، اويرفع عليها متاعه صدقته، والكلمته الطيبته صدقته، وكل خطوة يخطوها الى الصلاة صدقة ويميط الاذى عن الطريق صدقة" [15]

"کسی شخص کو سواری پر بٹھانا صدقہ ہے، کسی کا سامان اٹھا کر سواری پر رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات صدقہ ہے، ہر وہ قدم جو نماز کے لیے اٹھے وہ صدقہ ہے، راستے سے تکلیف والی چیز ہٹانا صدقہ ہے"۔

حاصل یہ کہ خدمت خلق اور مسلمان ہونے کا بنیادی کام یہ ہے کہ انسان سے کسی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو اور وہ معاشرے کے لیے راحت و سکون کا باعث ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے راستے سے درخت کی کانٹے دار شاخ ہٹادی جس کی وجہ سے اس کو جنت مل گئی۔[16]

نفع رسانی

سماجی خدمات کا ایک اہم اور بنیادی عنصر مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانا ہے، جس میں مخلوق خدا کی خیر خواہی، ہمدردی اور کفالت وغیرہ شامل ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں انسانیت کی خدمت اور انہیں نفع رسانی پر بہت زور دیا گیا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ [17]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، رکوع اور سجدہ کرو، اپنے رب کی بندگی کرو اور نیک کام کرو، تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو"

اس آیت میں رکوع و سجدہ سے مراد نماز اور خیر سے مراد اللہ کے بندوں کی خدمت اور انہیں نفع پہنچانا ہے۔ یہ دونوں چیزیں عبادت میں شامل ہیں، جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے لیکن ان کی خصوصی اہمیت کی بنا پر انہیں عبادت کے ساتھ مستقلا! الگ ذکر کیا گیا ہے۔ نماز تو ظاہر ہے کہ دین کا بنیادی ستون ہے اور حقوق اللہ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے، جب کہ لوگوں کو خیر پہنچانا اور ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا حقوق العباد کی اساس ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں بھی مخلوق خدا کے ساتھ بھلائی کرنے اور انہیں نفع پہنچانے کی بری تاکید آئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"الخلق كلهم عيال الله واحبهم الى الله انفعهم لعباله" [11]

"ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہو"۔

انسانوں کی پریشانیاں دور کرنے، ان کے لیے سہولتیں مہیا کرنے اور ان کے کام آنے کی احادیث میں بھی بڑی فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"من نفس عن مؤمن كربته الدنيا، نفس الله عنه كريته من كرب يوم القيامته، ومن يسر على معسر، يسر الله عليه فى الدنيا ولآ خرة ، ومن ستر مسلما، ستره الله فى الدنيا والآ خرة، والله فى عون العبد ماكان العبد فى عون اخيه" [19]

"جو شخص کسی مومن سے دنیا کی کوئی تکلیف دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی تکلیف کا ازالہ کر دے گا۔ جو شخص کسی مشکل میں پھنسے آدمی کو آسانی فراہم کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے لیے آسانی پیدا کر دے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے، جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے"

انسانیت کو فائدہ پہنچانا ایسا عمل ہے جس سے انسان خالق کائنات کا محبوب بن جاتا ہے اور کامیابی والے راستے کا راہی بن کر منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔

غربت کے خاتمے کے لیے اقدامات اور عمومی کفالت

اسلام نے معاشرے سے غربت کے خاتمے اور یتیموں، مسکینوں بیواؤں اور نادار لوگونکی کفالت کے لیے ایسے اقدامات کیے ہیں اگر ان پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو معاشرے میں خوشحالی کا دور دورہ ہو جائے گا، اور غربت، فقر و فاقے کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔ انسانیت کے درمیان رزق کی تقسیم اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا کے مطابق ہے، اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے بعض طبقات وافراد کو مال و دولت سے نوازا ہے جب کہ بعض افراد کو غربت اور فقر وفاقہ میں مبتلا کیا ہے، اس میں دونوں طبقوں کا امتحان مقصود ہے، کسی کو مال و دولت اسور دنیا کی ریل پیل کے ساتھ آزمایا جاتا ہے جبکہ کسی کو غربت اور لاچاری میں آزمایا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے:

"نحن فسمنا بينهم معيشتهم فى الحياة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ليتخز بعضهم بعضا سحريا!"[20]

"ہم ہی نے دینوی زندگی میں ان کی روزی تقسیم کرر کھی ہے، اور ایکلو دوسرے پر فوقیت دی ہے تا کہ ایک دوسرے کو ماتحت بنالے"

اس تقسیم خداوندی کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالداروں پر یہ لازم کیا کہ وہ غربت دہ طبقے کی مالی معاونت کریں گے، اور ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے میں ان کا ہاتھ بٹائیں گے، اسی وجہ سے دین اسلام نے مال کی محبت کو انسان کے لیے خطرناک قرار دیا ہے کہ وہ مال کی محبت میں گرفتار ہو کر دوسروں کے حقوق پورا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے، اور اس طرح معاشرے میں غربت اور فقر کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ جن لوگوں کو معاشرے پر بوجھ سمجھا جاتا ہے در حقیقت ان کی کفالت اور دادرسی صاحب ثروت لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم نے ان لوگوں کی سخت مذمت کی ہے جو نہ خود محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کرتے ہیں، نہ دوسروں کو اس کار خیر پر ابھارتے ہیں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ (17) وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ (18) وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَمًّا (19) وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا (20)

"ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو، اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو"

یعنی خود یتیموں، مسکینوں اور ناداروں کا خیال نہ رکھنا ایک جرم ہے اور ان کی کفالت کا انتظام کرنے کے لیے دوسروں کو ترغیب نہ دینا دوسرا جرم ہے، ان جرائم کی بنیاد اور سبب کی بھی نشان دہی فرمائی جو کہ مال کی محبت ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف دوسروں

کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ اپنے رشتہ دار یتیموں کا میراث بھی ہڑپ کر دیا جاتا ہے۔ اس آیت سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ نہ صرف خود محتاجوں اور ضرورت مندوں کی کفالت ضروری ہے بلکہ اس کے لیے مناسب انتظام کی خاطر عملی اقدامات اور دوسروں کو اس پر آمادہ کرنا بھی ضروری ہے تاکہ معاشرے سے غربت کا خاتمہ بھی ہو سکے اور بے کسوں کی مدد کا بھی معیاری انتظام کر سکے۔ قرآن کریم میں اللہ کے محبوب بندوں کا ایک امتیازی وصف یہ بیان کیا گیا ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ (24) لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ(25). [22]

"وہ لوگ جن کے مالوں میں سائل اور محروم کا ایک مقرر حق ہے"

سائل اور محروم کا فرق ذکر کرتے ہوئے علامہ ابو السعود تحریر فرماتے ہیں:

"[للسائل] الذی یسالہ [والمحروم] الذی لا یسالہ فیظن انہ غنی فیحرم" [23]

"سائل سے مراد وہ محتاج ہے جو لوگوں سے مدد کا خواست گار ہو جبکہ محروم سے مراد وہ شخص ہے جو محتاج ہو مگر کسی کے سامنے اپنی ضرورت کا اظہار نہ کرے جس کی وجہ سے لوگ اس کو غنی سمجھ کر نظر انداز کرتے ہوں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ مال و دولت اور دینوی فراخی سے نوازیں ان کے اموال میں محتاجوں اور ضرورت مندوں کا بھی حق ہے، لہٰذا ان کی کفالت اور ضروریات زندگی کا انتظام کرنا ان پر لازم ہے۔

اقارب ورشتہ داروں کی خدمت و کفالت

اسلامی تعلیمات کی رو سے رشتہ داروں کی کفالت اور ان کی ضروریات زندگی کا انتظام کرنا درجہ بدرجہ ضروری ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی پر سب سے پہلے پنے اہل و عیال کی کفالت کی ذمہ داری ہے، جسکا براہ راست تعلق اگرچہ سماجی خدمات کے ساتھ نہیں ہے مگر اس کو احسن طریقے سے انجام دینے سے سماج پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اسلام نے بھی اس کو صدقہ کی مد میں شامل کیا ہے، کیونکہ اسلامی تعلیمات میں اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ انسان اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کی ضروریات زندگی کے لیے انتظام کرے، اور ان کے اخراجات جائز طریقے سے پورے کرنے کے لیے عملی اقدامات کرے، تاکہ وہ کسی کے محتاج نہ بنیں۔ اسی وجہ سے رسول ﷺ نے کسب حلال کو فریضہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة[24]"

"فرائض کے ادائیگی کے بعد حلال مال کمانا فریضہ ہے"

رسول اللہ ﷺ نے اہل و عیال کی کفالت کی نہ صرف ترغیب دی ہے بلکہ اس پر آخرت میں بڑے اجر و ثواب بھی بیان فرمائے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"من عال جاریتین دخلت انا وھو الجنة کھاتین، واشار باصبعیه(25)"

"جو شخص دو لڑکیوں کی کفالت کرے گا میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح داخل ہوں گے، آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا"۔

اپنی بچیوں کی کفالت انسان کی عقلی، شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے مگر اس کے ساھ ہی جنت لے جانے والا عمل بھی ہے۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے بیٹیوں اور بہنوں کی کفالت کی اہمیت اور فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"لا یکون لاحد ثلاث بنات، او ثلاث اخوات، فیحسن الیھن الا دخل الجنة[26]"

"جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ ضرور جنت میں داخل ہو گا"

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: بھلا میں تمہیں سب سے افضل صدقہ نہ بتاؤں، انہوں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! ضرور بتلا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ یہ ہے کہ آپ کی بیٹی آپ کو لوٹائی جائے (طلاق وغیرہ کے نتیجے میں اس کو آپ کے پاس آنا پڑے) جس کا آپ کے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے)[27]

بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ حسن سلوک کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ان کے نان، نفقے کا انتظام بطریق احسن کیا جائے تاکہ وہ کسی کی محتاج نہ ہوں، نیز اس میں ان کی حسن تربیت اور ان کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا، انہیں اپنے اوپر بوجھ نہ بنانا بھی شامل ہے۔ اس حدیث سے سربراہ خاندان کی فکری تربیت بھی ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی بچیوں اور بہنوں کو بوجھ محسوس نہ کرے۔ بلکہ طیب نفس اور دلی خوشی کے ساتھ ان پر خرچ کرے، اور اس عمل کو اپنے لیے باعث نجات سمجھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر حضرت براء عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گھر والوں پر خرچ کرنے کے متعلق پوچھا اور پھر فرمایا:

"فان نفقتل علی اھلک و ولدک و خادمک صدقة فلا تتبع ذالک منا والاذی" 28

"آپ کا اپنے گھر والوں، اولاد اور خادم پر خرچ کرنا صدقہ ہے، لہٰذا اس کے بعد ان پر احسان نہ جتلائیں اور نہ ان کو تکلیف دیں"۔

اہل و عیال کی کفالت کے بعد دیگر رشتہ داروں میں ضرورت اور رشتے کے لحاظ سے ترجیح دی گئی ہے اور حسب استطاعت قرابت داروں کے لیے نان نفقہ اور دیگر ضروریات کا انتظام کرنے کا حکم ہے، تاکہ برادری میں کوئی محتاج نہ رہے۔ قرآن کریم نے رشتہ داروں کے لیے نان نفقہ اور دیگر ضروریات کا انتظام کرنے کا حاکم ہے، تاکہ برادری میں کوئی محتاج نہ رہے۔ قرآن کریم نے رشتہ داروں، مساکین اور مسافروں کو ان کے حقوق دینے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿فَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[29]

"رشتہ داروں، مسکیوں اور مسافروں کو ان کا حق دو، یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ حقیقی کامیاب ہیں۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"للقریب حق لازم فی البر علی کل حال؛ وهو الصحیح، قال مجاهد وقتادة : صلة الرحم فرض من الله عزو جل، حتی قال مجاهد: لا تقبل صدقة من احد ورحمه محتاجه(30)"

"رشتہ دار کا یہ لازمی حق ہے کہ اس کے ساتھ ہر حال میں احسان کیا جائے، اور یہی قول صحیح ہے، امام مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں: صلہ رحمی کو اللہ تعالیٰ نے فرض کر رکھا ہے، یہاں تک کہ امام مجاہد کا قول ہے: اگر کسی کے رشتہ دار محتاج ہوں تو اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (یعنی اس پر لازم ہے کہ رشتہ داروں کو ہی صدقہ دے)"

رسول اکرم ﷺ نے رشتہ داروں کو صدقہ دینے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو غلام آزاد کرنے پر فوقیت دی ہے، چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ ایک باندی آزاد کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"امنا انک لو اعطیتها اخوالک کان اعظم لاجرک[31]"

"اگر آپ یہ باندی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو یہ آپ کے لیے زیادہ اجر کی بات ہوتی"۔

اگر ہر شخص اپنے اہل عیال کی کفالت کے فریضے کو صحیح طریقے سے انجام دینے لگے اور اپنی استطاعت کے مطابق اقارب و رشتہ داروں کی ضروریت زندگی پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے تو معاشرے سے غربت و افلاس اور فقر و فاقے کا خاتمہ بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے، کیونکہ جب ہر شخص اپنے اہل وعیال اور اقارب کی ضروریات زندگی کے لیے مناسب انتظام کرنے کی ممکن کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں گی اور اس طرح معاشرے میں خوش حالی کی فضا قائم ہو سکے گی۔

سماج کے کمزور ترین طبقات میں بیوہ اور مسکین ہیں، جن کی خبر گیری کرنا اور اسن کی ضروریات وحالات پوری کرنا سماج کی ذمہ داری ہے، ان کی حاجت روائی کے نتیجے میں سماج سے فقرہ غربت کے خاتمہ ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیواؤں اور مسکینوں ضرورتیں پوری کرنے کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے اور راتوں کو مسلسل نمازیں پڑھنے کے برابر قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"الساعی علی الارملة والمسكين، كالمجاهد فی سبيل الله وأحسبه قال (يشک القعنی): "كالقائم يفطر، وكالصالكم لا يفطر" [32]

"بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ عتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔ (قعبنی کہتے ہیں کہ میر اگمان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا) اور مسلسل نمازیں پڑھنے والا اور مسلسل روزے رکھنے والا ہو"۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد جن اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ عمل مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے" [33]

یتیم کی دادرسی اور حاجت روائی

یتیموں کی کفالت اور ان کی ضروریات زندگی کی فراہمی کو اسلامی شریعت میں بڑی اہمیت حاصل ہے، کیونکہ یتیم کو عموماً سماج پر بوجھ سمجھا جاتا ہے، اور اس کی کفالت کی طرف لوگوں کا دھیان کم جاتا ہے، اسی لیے اسلامی شریعت نے اس پر خاص زور دیا ہے، اور لوگوں کو اس عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور یتیموں کے خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے دو کاموں کو بڑا اہم اور کلیدی قرار دیا ہے۔ جن میں قیدیوں اور غلاموں کی آزادی اور یتیموں و مسکینوں کی کفالت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (11) وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ (12) فَكُّ رَقَبَةٍ (13) أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ (14) يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ (15) أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ [34]

"پس وہ گھاٹی میں داخل نہ ہو سکا اور تجھے کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی گردن (غلام) کو آزاد کرنا یا بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتہ دار یتیم یا خاکسار مسکین کو"

عقبہ سے مراد نجات اور خیر کا راستہ ہے اور اس راستے پر چلنے سے مراد غلاموں کو آزاد کرنا اور یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یعنی یتیم کی کفالت خیر کے راستے پر چلنا ہے، جو جنت لے کر جاتا ہے"[35]

رسول اکرم ﷺ نے بھی یتیم کی کفالت کرنے والے کو جنت کی خوش خبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"انا وکافل الیتیم فی الجنة هکذا,, وقال باصبعیه السبابة والوسطی[36]

"میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی درمیانی اور ساتھ والی انگلی ملا کر اشارہ فرمایا"

ایک اور مقام پر رسول ﷺ نے یتیموں کے ستھ حسن سلوک اور ان کی کفالت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

..خیر بیت فی المسلمین بیت فیه یتیم یحسن الیه، و شر بیت فی المسلمین بیت فیه یتیم یساء الیه,, [37]

"مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔"

ان ارشادات کی روشنی میں افراد معاشرہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ یتیموں کی کفالت کے لیے مناسب انتظام کریں اوان کی جسمانی اور تعلیمی تربیت کی طرف توجہ دیں تاکہ وہ بھی سماج کے مفید افراد بن کر سماج پر بوجھ بننے کے بجائے دوسروں کے لیے سہارا بنیں اور معاشرے کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔

اجتماعی رفاہی کام

رفاہی کام جو معاشرے کے عمومی افراد کے فائدے کے لیے کئے جاتے ہیں، ان کی بھی اسلام نے بڑی اہمیت بیان کی ہے، کیونکہ خیر کے اجتماعی کاموں کا فائدہ پورے معاشرے کو ہوتا ہے اور اس طرح کے اقدامات سے معاشرے پر بڑے مثبت اور اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اس لیے کہ جس معاشرے میں رفاہی کاموں کا رواج ہو اور وہاں کے افراد رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں اس معاشرے سے بھوک، افلاس، غربت اور فقر و فاقے کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور پورا معاشرہ امن وخوشحالی کا منظر پیش

کر رہا ہوتا ہے، س ضمن میں آنے والے اکثر کام وہ ہیں جنہیں اسلام نے صدقہ جاریہ قرار دیا ہے، اور ان کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ اسلام نے مفاد عامہ سے متعلقہ امور کی اتنی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة: الا من صدقة او علم ينتفع به، او ولد صالح يدعو له"[38]

"جب انسان کو موت آجائے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین کاموں کے: صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتا رہے"

انسان پر موت طاری ہوتے ہی اس کا اعمال نامہ بند ہو کر نیکیوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر کچھ اعمال ایسے ہیں جن کے کرنے والوں کا اعمال نامہ موت پر بھی بند نہیں ہوتا ان میں ایک عمل صدقہ جاریہ ہے، جس سے مراد مفاد عامہ کا ایسا کام ہے جس سے اس شخص کے مرنے کے بعد بھی لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں۔ ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ جاریہ کی فضیلت اور اس کی کچھ صورتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"سات کام ایسے ہیں جن کا اجر انسان کو اس وقت بھی ملتا رہتا ہے جب کہ وہ (مرنے کے بعد) قبر میں ہوتا ہے، جس شخص نے علم دوسروں کو سکھایا ہو (اروہ اس پر عمل کر کے اس کی نشر و اشاعت کرتے ہوں) یا نہر بنائی ہے، یا کنواں کھودا ہو، یا درخت لگایا ہو، یا مسجد بنائی ہو، یا کسی کو قرآن کریم دیا ہو، یا ایسی اولاد ہو جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار کرتی ہو"[39]

فراہمی آب یعنی کنووں کی کھدائی اور نہروں کا بنانا ان رفاہی کاموں میں سے ہے جو صدقہ جاریہ کے زمرے میں آتے ہیں، اور جن کا فائدہ پورے معاشرے کو ہوتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دو مرتبہ جنت خریدی ہے، ایک اس وقت جب بیر معونہ کا انتظام فرمایا تھا اور دوسرا اس وقت جب غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے سامان فراہم کیا تھا۔[40]

اس کے علاوہ مساجد کی تعمیر، مسافر خانوں اور ہسپتالوں کی تعمیر، تعلیم گاہوں کا قیام اور لوگوں کو تعلیمی سہولیات فراہم کرنا، قرآن کریم اور علمی کتب کی فراہمی وغیرہ بھی ایسے اجتماعی کام ہیں جو معاشروں پر دور رس اثرات مرتب کرتے ہیں اور جن کی بدولت سماج ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے، لوگوں کی اہم ضروریات پوری ہوتی ہیں، اور معاشرے میں اخوت و بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے، لہٰذا ہر اس کار خیر میں حصہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا فائدہ عام لوگوں کو ہو اور معاشرے پر اس کے اچھے اور مفید اثرات مرتب ہوتے ہوں۔

خلاصہ ونتائج بحث

1. اسلامی نقطہ نظر سے سماجی خدمات بڑی اہمیت کے حامل ہیں، افراد معاشرہ کو اس قسم کی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے، تاکہ معاشرے سے غربت، افلاس اور فقر وفاقے کا خاتمہ ہو سکے۔

2. سماجی خدمات کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول اور لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہو، ریاکاری، شہرت اور نام کے لیے جو کام کئے جائیں اسلام میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

3. لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، خوش اخلاقی، تواضع وعاجزی اور لوگوں کی خیر خواہی کو سماجی خدمات میں کلیدی حیثیت حاصل ہے۔

4. ہر اس عمل سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو دوسروں کے لیے تکلیف وایذا کا باعث ہو۔

5. بیواؤں، مسکینوں، یتیموں اور مفلسوں کی مدد ونصرت کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے لیے اٹھنے والی ہر قدم نہایت مستحسن اور قابل تعریف ہے۔

6. رفاہی کاموں کو سماجی خدمات کے حوالے سے بڑا اہم مقام حاصل ہے، وہ تمام کام اسلام کی نظر میں پسندیدہ ہیں جن کا فائدہ عام ہو ور معاشرے کے عمومی افراد کے لیے راحت وسہولت کا ذریعہ ہو۔

حواشی وحوالہ جات

1-شعب الایمان، احمد بن الحسین، ابو بکر البیہقی (التوفی:458ھ)، مکتبہ الرشد، الریاض، ط ا، 2003، 10/583، باب حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب، حدیث:8050

2-الطبقات الکبری، ابوعبد اللہ محمد بن سعد المعروف بابن سعد (التوفی:230ھ)، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط:ا، 1410ھ، 3/138

3- سماج https://ur.wikipedia.org/wiki/

4- صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (التوفی:261ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، سن، 1990/4، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب فضل عیادۃ المریض، حدیث:2569۔

5-الآداب، احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ الخسروجردی البیہقی (التوفی:458ھ) موسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت، 1408، 1ھ، ص:32، باب فی اکل الطعام و سقی الماء، حدیث:76

6- الدھر:9,8

7-البقرۃ:262

8-السنن الصغری، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، (المتوفی:303ھ) مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، ط:2، 1406ھ، 5/81، کتاب الزکاۃ، المنان بما اعط حدیث:2564

9-مسند ابی یعلی، ابویعلی احمد بن علی، الموصلی (المتوفی:307ھ) دارالمامون للتراث، دمشق، ط:1، 1404ھ، 8/283، مسند عائشۃ حدیث:4870

10-شعب الایمان، احمد بن الحسین، ابو بکر البیھقی (المتوفی:458ھ)، مکتبۃ الرشد، الریاض، ط:ا، 1423ھ، 10/353، باب حسن الخلق، حدیث:7611

11-سنن ابی داود، ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی (المتوفی:275ھ)، دارالرسالۃ العالمیۃ ط:ا، 1430ھ، 7/70، کتاب السنۃ باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، حدیث:4682

12- الجامع الکبیر، محمد بن عیسی الترمذی، ابوعیسی (المتوفی:279ھ) دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998م، 3/404، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی صنائع المعروف، حدیث:1956

13- البر والصلۃ، ابوعبداللہ الحسین بن الحسن بن حرب السلمی (المتوفی:246ھ)، دارالوطن، الریاض، ط:1، 1419ھ، ص:142، رقم:277

14- السنن الصغری، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (المتوفی:303ھ)، مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب، ط:2، 1406ھ، 8/104، کتاب الایمان و شرائعہ، صفۃ المؤمن، حدیث:4995

15- صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری دار طوق النجاۃ، مصر، ط:1422، 1ھ، 4/56، کتاب الجہاد السیر، باب من اخذ بالرکاب ونحوہ، حدیث:2989

16- البر والصلۃ، ابوعبداللہ الحسین بن الحسن بن حزب السلمی (المتوفی:246ھ) دار الوطن، رالریاض، ط:1، 1419ھ، ص:144، حدیث:283

17- الحج:77

18- مسند الحارث، ابومحمد الھارث بن محمد البغدادی (المتوفی:282ھ)، مرکز خدمتہ السنۃ والسیرۃ النبویۃ، المدینۃ المنورۃ، ط:1، 1413ھ، 2/857، کتاب البر والصلۃ، باب فی قضاء الحوائج، حدیث 911

19- المسند الصحیح، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری (المتوفی:261ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ص ن، 4/2074، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، حدیث:2699

20- الزخرف:32

21- الفجر:20-17

22- المعارج:25,24

23- ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، ابوالسعود الصمادی، محمد بن محمد (المتوفی:982ھ)، دار احیاء البرات العربی، بیروت، س ن، 9/33

24- السنن الکبری، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی، مجلس دائرۃ المعارف النظمیۃ، الھند، ط:1، 1344ھ، 6/128، کتاب الاجارۃ، باب کسب الرجل وعملہ بیدیہ، حدیث 12030

25- الجامع الکبیر، محمد بن عیسی الترمذی، (التوفی:279ھ)، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1998م، 383/3، ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی النفقۃ علی النبات والاخوات، حدیث:1914

26- الادب المفرد، محمد بن اسماعیل بن ابراھیم البخاری، ابوعبداللہ (التوفی:256ھ)، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، ط:3، 1409ھ، (ص:42) باب من عال ثلاث اخوات، حدیث:79

27- الادب المفرد، محمد بن اسماعیل البخاری، (ص:42) باب من عال ثلاث اخوات، حدیث:80

28- المستدرک، محمد بن عبداللہ الحاکم النیساپوری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ط1، 1411ھ، 110/3، کتاب التفسیر، من سورۃ البقرۃ، حدیث:3118

29- الروم:38

30- الجامع لاحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی (التوفی:671ھ)، دارالکتب المصریۃ، القاھرۃ، ط:2، 1384ھ، 35/7

31- صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، دار طوق انجاۃ، مصر، ط:1، 1422ھ، 159/3، کتاب الھبۃ، باب ھبۃ المراۃ لغیر زوجھا وعتقھا، حدیث:2592

32- صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، دار طوق انجاۃ، مصر، ط:1، 1422ھ، 159/3، کتاب الادب، باب الساعی علی المسکین، رقم:6007

33- البر وصلۃ، ابوعبداللہ الحسین بن الحسن بن حزب السلمی (التوفی:246ھ)، دار الوطن، الریاض، ط:1، 1419، ص:172، حدیث335

34- البلد:16-11

35- تفسیر ابن کثیر، مترجم مولانا محمد جوناگڑھی، شمع بک ایجنسی، لاہور، س ن 528/5

36- صحیح البخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، دار طوق انجاۃ، مصر، ط:1، 1422ھ، (9/8)، کتاب الادب، باب فضل من یعول یتیما، حدیث:6005

37- البر والصلۃ، ابوعبداللہ الحسین بن الحسن بن حزب السلمی (التوفی:246ھ)، دارالوطن، الریاض، ط:1، 1419ھ، ص:109

38- صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری (التوفی:261ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1255/3، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، حدیث:1631

39- الترغیب والترھیب، عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط:1، 1417ھ، 53/1، کتاب العلم، حدیث:113

40- المستدرک علی الصحیحین، الحاکم محمد بن عبداللہ (التوفی:405ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط:1، 1411ھ، 115/3، کتاب معرفۃ الصحابہ، عبداللہ، ذکر مقتل امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث 4570۔

______English References______

1-Shaab al-Iman, Ahmad ibn al-Hussein, Abu Bakr al-Bayhaqi (d. 458 AH), Maktab al-Rashd, Riyadh

2- Al-Tabqat Al-Kubra, Abu Abdullah Muhammad Bin Saad Al-Ma'ruf Ibn Saad (deceased: 230 AH), Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut

3-Sahih Muslim, Muslim Ibn Al-Hajjaj Abu Al-Hasan Al-Qushayri Al-Nisayuri (Al-Tawfi: 261 AH), Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, Beirut, Sun, 1990.

4- Daab, Ahmad Ibn Al-Hussein Ibn Ali Ibn Musa Al-Hasrujardi Al-Bayhaqi (Died: 458 AH) Musa Al-Kitab Al-Thaqafiyyah, Beirut, 1,1408 AH, p.

5- Al-Sunan Al-Sughri, Abu Abdul Rahman Ahmad Bin Shoaib, (Died: 303 AH) Islamic Press Press, Aleppo, I: 2, 1406 AH

6- Musnad Abi Yali, Abu Yali Ahmad Ibn Ali, Al-Mosali (deceased: 307 AH) Dar Al-Ma'mun for Heritage, Damascus, I: 1, 1404 AH

7- Shaab-ul-Iman, Ahmad bin Al-Hussein, Abu Bakr Al-Bayhaqi (deceased: 458 AH), Maktab Al-Rashd, Riyadh, I: 2, 1423 AH

8- Sunan Abi Dawood, Abu Dawood Sulaiman bin Al-Ash'at Al-Sujistani (deceased: 275 AH), Dar Al-Risalah Al-Alamiya I: 1,1430 AH

9- Al-Jami 'al-Kabir, Muhammad ibn Isa al-Tirmidhi, Abu Isa (d. 279 AH) Dar al-Gharb al-Islami, Beirut, 1998

10- Al-Barwal Salat, Abu Abdullah Al-Hussein Ibn Al-Hassan Ibn Harb Al-Salami (deceased: 246 AH), Dar Al-Watan, Riyadh

11- Al-Sunan Al-Sughri, Abu Abdul Rahman Ahmad Bin Shoaib Al-Nisa'i (Died: 303 AH), Maktab Al-Mutaboo'at Al-Islamiyyah, Aleppo

12- Sahih Al-Bukhari, Muhammad Bin Isma'il Al-Bukhari Dar Tawq Al-Najat, Egypt, I: 1,1422 AH

13- Al-Barr and Salat, Abu Abdullah Al-Hussein Ibn Al-Hassan Ibn Hizb Al-Salami (deceased: 246 AH) Dar Al-Watan, Ral Riyadh, I: 1, 1419 AH

14- Musnad al-Harith, Abu Muhammad al-Harith ibn Muhammad al-Baghdadi (d. 282 AH)

15- Al-Musnad Al-Sahih, Muslim Ibn Al-Hajjaj Abu Al-Hasan Al-Qushayri (Died: 261 AH)

16- Irshad al-Aql al-Salim al-Mazaya al-Kitab al-Karim, Abu al-Saud al-Samadi, Muhammad ibn Muhammad (d. 982 AH)

17- Al-Sunan Al-Kubra, Abu Bakr Ahmad Bin Al-Hussein Bin Ali Al-Bayhaqi, Majlis Encyclopedia of Nazmiyah, India, I: 1, 1344 AH

18- Al-Jami 'al-Kabeer, Muhammad ibn Isa al-Tirmidhi, (d. 279 AH)

19- Al-Adab Al-Mufrid, Muhammad Ibn Ismail Ibn Ibrahim Al-Bukhari, Abu Abdullah (deceased: 256 AH), Dar Al-Bashair Al-Islamiyyah, Beirut

20- Al-Mustadrik, Muhammad Bin Abdullah Al-Hakim Al-Nisapuri, Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut

21- Al-Jami 'Lahkam Al-Quran, Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad Al-Qurtubi (Died: 671 AH), Dar Al-Kitab Al-Masriyyah, Cairo

22- Sahih Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail Al-Bukhari, Dar Tawq Anjaat, Egypt

23- Al-Barr and the connection, Abu Abdullah Al-Hussein Ibn Al-Hassan Ibn Hizb Al-Salami (deceased: 246 AH), Dar Al-Watan, Riyadh

24- Tafsir Ibn Katheer, Translator Maulana Muhammad Juna Garhi, Shama Book Agency, Lahore

25 Al-Targhib Wal-Tarhib, Abdul Azim bin Abdul Qawi Al-Mundhari, Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut